قسط (۱۲)

# احکامِ شرعیہ میں حالات و زمانہ کی رعایت

مولانا محمد تقی صاحب امینی، ناظمِ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

• گذشتہ سے پیوستہ •

---

**سائنس و ٹیکنالوجی کے دور سے کوئی صرف نظر نہیں کرسکتا**

یہ سائنس و "ٹیکنالوجی" کا دور ہے، دنیا کی کوئی قوم اس سے صرف نظر نہیں کرسکتی، اور جو اخلاقی تنظیم کے ساتھ اس کی صلاحیت پیدا کرے گی وہی موجودہ دنیا کی قیادت و سیادت کی مستحق ہوگی۔

اسلام (اپنی ہدایات و تعلیمات کے نتیجہ میں) قیادت و سیادت ہی کے لیے آیا ہے ورنہ دوسرے بہت سے مذاہب موجود تھے جن سے لوگوں کو سکون حاصل ہوجاتا تھا اگرچہ وہ موت کا سکون تھا زندگی کا نہ تھا۔

مسلمانوں میں سرمایہ داروں کی کمی نہیں ہے دینے والے ہاتھ بھی موجود ہیں۔ کمی صرف درد و احساس اور مذہب کے صحیح تصور کی ہے۔

یہ کیا مذہب ہے؟ کہ عید میلاد کے جلسے جلوس اور مسجد و مدرسہ کی تعمیر کا تعلق تو مذہب سے ہے لیکن مسلم بچوں کی ٹیکنکل تعلیم اور معاشی خبر گیری کا تعلق مذہب سے نہیں ہے۔

اور یہ کیسا دین ہے؟ کہ نفلی حج و جماعت کی امداد پر تو ہزاروں روپیہ خرچ کر دیا جاتا ہے لیکن محلہ و شہر میں بیوائیں آہیں بھرتی اور نوجوان بچیاں سسکیاں لیتی ہیں ان کی طرف کوئی توجہ نہیں ہوتی۔

دو باتوں میں سے ایک کو طے کئے بغیر چارہ نہیں ہے:-

(۱) یا تو یہ طے کیجئے کہ اسلام بھی دوسرے مذاہب کی طرح چند مراسم و عبادات کا نام ہے اس کو زندگی کے حالات و معاملات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۲) اور یا یہ کہ اسلام ایک نظامِ حیات ہے جس میں ہر حال و ہر دور کی رہنمائی موجود ہے —— اگر پہلی بات ہے تو کسی کو کچھ کہنے کا حق ہے اور نہ یہ رحمۃ للعٰلمینؐ کا لایا ہوا دین ہے۔ اور اگر دوسری بات ہے تو حالات و زمانہ کی رعایت سے احکام کے موقع و محل کی تعیین لازمی ہے اور قیام و بقا کے لئے زندگی کی نئی راہوں سے واقفیت ناگزیر ہے۔

جس طرح مسجد و مدرسہ پر خرچ کرنا مذہبی فریضہ ہے اسی طرح بلکہ بعض وقت اس سے زیادہ جدید تعلیم پر خرچ کرنا مذہبی فریضہ ہے۔ اگر قیامت کے دن حج بدل نہ کرانے پر باز پرس ہوگی تو اس سے زیادہ غریبوں کی خبرگیری نہ کرنے اور ان کو سنبھالا نہ دینے پر باز پرس ہوگی۔

معاملہ چند افراد کا نہیں بلکہ پوری قوم کا ہے خطرہ کسی ایک حلقہ کو نہیں بلکہ پوری ملت کو ہے۔ حملہ کسی تحریک کے لیڈر پر نہیں بلکہ رسول اللہؐ کی ذاتِ اقدس پر ہے کہ جس کے جاہ و جلال کی حفاظت میں مسلمان اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار رہے۔

**قیامت کے دن کیا جواب دیں گے** — ہم قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دیں گے ؟ جب آپؐ ہم سے سوال کریں گے کہ تم میں سرمایہ دار و زردار تھے، ملت کے محافظ و مذہب کے قائد تھے، جماعت کے امیر و خانقاہ کے رئیس تھے ان سب کی موجودگی میں میرے نام لینے والے کیڑے کوڑوں کی طرح زندگی گذار رہے تھے تم نے ان کا کیا انتظام کیا تھا ؟ ان کے بچے تعلیم سے محروم اور فکرِ معاش سے مجبور تھے ان کے لیے کتنے ٹیکنکل ادارے قائم کئے تھے اور انھیں برسرِ کار لگایا تھا ؟ ان کی بچیاں شادی کے بغیر دُکھ درد کی چلتی پھرتی تصویر تھیں ان کے لیے کفو اور معیارِ زندگی کے بندھن کس حد تک توڑے تھے اور جہیز رسم و رواج کی لعنت کو کس قدر ختم کیا تھا ؟

غرض جس طرح مروجہ دینی علوم و فنون اور اخلاق و عبادات سے غفلت مسلمانوں کے ملی وجود کو ختم کر دے گی اسی طرح مروجہ دنیاوی علوم و فنون اور تنظیمی تبدیلیوں سے روگردانی مسلمانوں کو "مجوبہ" بنا کر

رکھ دے گی جو "نے کشد بار و نہ بترد بر ہوا" کے مصداق ہوگا اور ہمہ وقت آسمانی مائدہ کے انتظار میں رہے گا۔

اب تک اس سلسلہ میں جتنی کوششیں ہوئیں وہ دنیا کے نام سے کی گئیں یا سمجھی گئیں ہیں جس کا حشر نظروں کے سامنے ہے کہ مسجد و مدرسہ سے باہر کوئی مذہب کی آواز سننے کے لیے تیار نہیں ہے۔

زمانہ بڑی تیزی سے کروٹیں بدل رہا ہے۔ انسانیت آتش فشاں پہاڑ پر بیٹھ چکی ہے۔ نسوانیت اپنے "آبگینے" برسرِعام چکنا چور کر رہی ہے اور چاروناچار لامذہبیت و محدود مذہبیت کی "عروس" دوسرے شوہر کی تلاش میں نکلنے والی ہے جس کے ذریعہ وہ انسانیت اور نسوانیت دونوں کی حفاظت کر سکے۔

اب وقت آگیا ہے کہ یہ ساری کوششیں دین و مذہب کے نام سے کی جائیں اور مذہبی نمائندے مذکورہ کاموں میں مسجد و مدرسہ کی تعمیر کی طرح پیش پیش رہیں۔

دنیا اپنی تنظیمات میں رجعت قہقری نہ اختیار کرے گی، زمانہ ہماری خاطر قدیم شکلوں کو نہ قبول کرے گا اور "دور" ہماری صورت کو دیکھ کر نہ متاثر ہوگا۔ اگر زندہ رہنا اور انسانیت و نسوانیت کی حفاظت کا سر سامان کرنا ہے تو لامحالہ احکام کے موقع و محل کی تعیین کر کے اسلام کی روح اور تعلیمات کو جدید تنظیمات میں بھرنا ہوگا۔ اور اگر اس کے لیے تیار نہ ہوئے تو یہ "عروس" شوہر کے بغیر نہ رہ سکے گی قدرت اس کا انتظام کر کے رہے گی: وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ (القرآن)

نئی تنظیمات کے پیدا شدہ مسائل حل کیے بغیر چارہ نہیں ہے

مسلم معاشرہ کی خبر گیری اور نئی تنظیمات کو قبول کرنے میں بہت سے نئے مسائل پیدا ہوں گے جن کی طرف خود حضرت عمرؓ نے اشارہ فرمایا ہے:۔

ان اللّٰہ عز وجل یحدث للناس اقضیۃ بحسب زمانھم واحوالھم[1] — بیشک اللہ بزرگ و برتر حالات و زمانہ کی رفتار سے لوگوں کے لیے نئے نئے مسائل پیدا کرتا ہے۔

ان مسائل کو عطاءؒ، مجاہدؒ اور امام مالکؒ وغیرہ نے محض یہ کہہ کر نہیں حل کیا ہے:۔

فعلماء ذلک الزمان یفتونھم فیہ[2] — اُس زمانہ کے علماء ان کے بارے میں فتویٰ دیتے تھے۔

قرآن و سنت کی روشنی میں ان کو حل کرنا ویسا ہی مذہبی فریضہ ہے جیسے اقامتِ دین کی جدوجہد اور اعمال صالح کی دعوت مذہبی فریضہ ہے۔

---

[1] و [2] کتاب المیزان ج ۱ فصل لا یلام من تقید کامل

ان مسائل کو حل کرنے میں لازمی طور سے غور و فکر کو دخل دینا پڑے گا جس طرح فقہائے کرام نے اپنے زمانہ کے مسائل حل کرنے میں دخل دیا تھا۔ اور اسی طرح طنز و تشنیع کو گوارہ کرنا پڑے گا جس طرح فقہاء کرام نے کیا تھا یہ سب مذہب کے نام سے ہوگا مذہب کے لیے ہوگا مذہبی لوگوں کی طرف سے ہوگا اور مذہب ہی کی خاطر برداشت کرنا پڑیگا

**معترضین کو امام ابو حنیفہؒ کا جواب**

امام ابو حنیفہؒ نے قیاس پر اعتراض کرنے والے حضرت جعفر صادقؒ اور مقاتلؒ بن حبان وغیرہ جیسے جلیل القدر حضرات کو جو جواب دیا تھا اس میں بڑی عبرت و بصیرت ہے۔ ان لوگوں نے اعتراض کرتے ہوئے کہا :

| | |
|---|---|
| قد بلغنا انك تكثر القياس فی دين الله تعالٰی و اوّل من قاس ابليس فلا تقس [۱] | ہمیں یہ بات پہونچی ہے کہ آپ اللہ کے دین میں بہت قیاس کرنے لگے ہیں حالانکہ سب سے پہلے ابلیس نے قیاس کیا تھا آپ ایسا نہ کیجئے۔ |

امام ابو حنیفہؒ نے جواب دیا :

| | |
|---|---|
| ما اقوله ليس هو بقياس و انما ذلك من القرآن قال الله تعالٰی ما فرطنا فی الكتٰب من شیٔ فليس ما قلناه بقياس فی نفس الامر و انما هو قياس عند من لم يعطه الله تعالٰی الفهم فی القرآن۔ [۲] | جو کچھ میں کہتا ہوں حقیقۃً وہ قیاس نہیں ہے وہ تو قرآن کی بات ہے اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے کہ ہم نے کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی ہے میری کہی ہوئی باتیں ان لوگوں کے نزدیک قیاس ہیں جن کو اللہ نے قرآن میں فہم نہیں دیا ہے۔ |

اصل مغالطہ "رائے" کو دین میں دخیل بنانے اور علماء کے اختیارات میں ہوتا ہے حالانکہ ہر رائے بری نہیں ہے بلکہ بری وہ ہے جو کسی اصل کے مشابہ نہ ہو۔

ان الرای المذموم هو كل ما لا يكون مشبها باصل۔ [۳] رائے مذموم وہ ہے جو کسی اصل کے مشابہ نہ ہو۔

"رائے" کو دخیل بنانے کی جس قدر مذمت وارد ہوئی ہے سب کا تعلق اسی سے ہے۔

وعلی هذا يحمل كل ما جاء فی ذم الرای [۴] اور اسی پر اس سب کو محمل کیا جائے گا جو رائے کی مذمت میں وارد ہوئی ہیں

---

[۱] و [۲] کتاب المیزان لعبد الوہاب اشعرانی ج ۱ فصل فان قلت فمن یقول الخ مثلاً [۳] و [۴] سنن الکبریٰ باب القضاء۔

علماء کو "امناء الشارع" کہا گیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امین ہیں اور بطور وراثت ان کو اجتہاد کے ذریعہ وضع احکام کا حق پہونچتا ہے:

| | |
|---|---|
| قال المحققون ان للعلماء وضع الاحکام حیث شاءوا بالاجتہاد بحکم الارث لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[1] | محققین نے کہا ہے کہ علماء کو اجتہاد کے ذریعہ احکام وضع کرنے کا حق ہے یہ بطور وراثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو پہونچا ہے۔ |

ظاہر ہے جو احکام موجود نہیں ہیں ان کے لیے اجتہاد کی ضرورت ہے لیکن جو موجود ہیں حالات و زمانہ کی رعایت سے ان کے موقع و محل متعین کرنے کے لیے بھی اجتہاد کی ضرورت ہے اگرچہ یہ اجتہاد پہلے کے مقابلہ میں کمتر درجہ کا ہے اجتہاد کا حق کس قسم کے علماء کو پہونچتا ہے اس کے لیے کیسی صلاحیت درکار ہے اور کن مسائل میں اجتہاد ناگزیر ہے ان سب پر بحث راقم کی کتاب "مسئلۂ اجتہاد پر تحقیقی نظر" میں ملے گی۔

**حقوق کی پامالی کے خیال سے زیادہ عبادت کرنے سے منع کیا**

(۶۲) حضرت عمرؓ نے بیوی کے حقوق کی پامالی کی وجہ سے زیادہ عبادت کرنے سے منع کر دیا جس کی صورت یہ ہوئی کہ کعبؓ بن سعد حضرت عمرؓ کے پاس تشریف فرما تھے کہ ایک عورت نے آکر کہا:

| | |
|---|---|
| ما رأیت قط رجلا افضل من زوجی انہ لیبیت لیلۃ ویظل نہارہ صائما فی الیوم الحار ما یفطر | میں نے کوئی مرد اپنے شوہر سے زیادہ افضل کبھی نہیں دیکھا وہ قائم اللیل اور صائم النہار ہے گرمی کے دنوں میں بھی افطار نہیں کرتا ہے۔ |

شوہر کی تعریف بیوی کی زبان سے سن کر حضرت عمرؓ خوش ہوئے اور کہا:-

| | |
|---|---|
| مثلک اثنی بالخیر | تیری ہی جیسی عورت سے یہ توقع ہو سکتی ہے۔ |

وہ "غریب" حیا کی وجہ سے زیادہ نہ کہہ سکی اور اٹھ کر جانے لگی۔ کعبؓ بن سعد نے امیر المومنینؓ سے کہا یہ عورت آپ سے مدد کے لیے آئی تھی، آپ نے اس کی کوئی مدد نہ کی۔ اس پر امیرؓ نے اس کو بلا کر صورت حال وضاحت چاہی اور کہا "کعبؓ کا خیال ہے کہ تو اپنے شوہر کی شکایت کر رہی ہے"۔

---

[1] کتاب المیزان ج۱ فصل قال المحققون ص۸

اس نے جواب دیا :

اجل انی امرءۃ شابۃ وانی ابتغی ما یبتغی النساء — جی ہاں ! میں ایک جوان عورت ہوں اور وہی چاہتی ہوں جو دوسری عورتیں چاہتی ہیں۔

حضرت عمرؓ نے اس کے شوہر کو بلاکر یہ مقدمہ کعبؓ کے حوالہ کر دیا اور انھوں نے یہ فیصلہ دیا۔[1]

فانی اریٰ لھا یوما من اربعۃ ایام کان لزوجہا اربع نسوۃ فاذا لم یکن غیرھا فانی اقضی لہ بثلٰثۃ ایام ولیا لیھا یتعبد فیھن ولھا یوم ولیلۃ — اس عورت کے لیے ہر چوتھا دن مخصوص ہوگا، گویا چار عورتیں ہیں اور چوتھے دن اس کی باری آتی ہے اب جبکہ چار نہیں ہیں تو تین دن ورات اُس کی عبادت کے لیے ہیں اور ایک دن و رات عورت کے لیے ہے۔

کعبؓ نے اس فیصلہ میں قرآن حکیم کی اُس آیت سے استدلال کیا تھا جس میں چار تک سے شادی کرنے کی اجازت ہے۔ حضرت عمرؓ اس فیصلہ سے بہت خوش ہوئے اور کعبؓ کو بصرہ کا قاضی مقرر کر دیا۔

یہ گویا عہدۂ قضاء کے لیے " انٹرویو" کی ایک شکل تھی جس میں صرف ڈگری کافی تھی اور نہ کسی ایران وروم جیسے متمدن ملک سے قانون کی سند درکار تھی بلکہ اصل نظر کردار پر تھی اور علم کی رسائی کا اندازہ عملی شکلوں سے ہوتا تھا۔

**علم نہایت غیور و خوددار ہے** مقصد کے لحاظ سے غالباً سب سے زیادہ محروم و مظلوم "علم" ہے اصل علم برائے زندگی ہوتا ہے، لیکن اب برائے شہرت، برائے ملازمت، برائے امتحان اور برائے وقت گذاری رہ گیا ہے۔

علم نہایت غیور و خوددار ہے وہ " ظرف" کو دیکھ کر اپنا مقام بناتا ہے۔ اگر " ظرف" اس قابل نہیں ہے تو اس کے " بحر" کی موجیں کچھ " جھاگ " ڈال دیتی ہیں اور لوگ اپنی اپنی بساط کے مطابق اس سے ڈگریاں حاصل کرتے اور مقصد بدلتے رہتے ہیں۔ اس بنا پر یہ ڈگریاں معلومات کی سند، ترقی کی سند، عہدہ و ملازمت کی سند۔ اور اعزاز و امتحان کی سند تو بن سکتی ہیں لیکن علم کی سند نہیں ہو سکتیں۔

**جنگی کا محکمہ قائم کیا** (۶۳) حضرت عمرؓ نے توسیعی پروگرام کے تحت " عشور " (چنگی) کا نظم و محکمہ قائم کیا۔

[1] الاستیعاب از ازالۃ الخفاء مقصد دوم سیاست فاروقِ اعظمؓ ص۴۳

زیادؓ بن جدیر اسدی پہلے شخص ہیں جن کو عراق وشام پر مامور کیا گیا چنانچہ وہ کہتے ہیں :

ان اوّل من بعث عمر بن الخطاب علی العشور ھٰھنا انا۔[1]

میں پہلا شخص ہوں جس کو عمرؓ نے اس جگہ عشور پر مقرر کیا۔

چونکہ مسلمان غیر ملکوں میں تجارت کے لیے جاتے تو اُن سے دس فی صدی تجارتی ٹیکس لیا جاتا تھا، اس بناء پر عمرؓ نے بھی یہ تجارتی ٹیکس مقرر کر دیا۔ لیکن مقداریں حسب حال تفاوت کو ملحوظ رکھا۔ مثلاً حربیوں سے دس فیصد ذمیوں سے پانچ فیصد اور مسلمانوں سے ڈھائی فیصد وصول کیا نیز کسی قسم کی ظلم و زیادتی اور اسباب کی تلاشی سے سختی کے ساتھ منع کیا چنانچہ زیدؓ بن جدیر کو یہ حکم بھی تھا :

ان لا افتش احداً وما مر علی من شئ اخذت من حساب۔[2]

میں کسی کی تلاشی نہ لوں جو کچھ میرے سامنے سے گذرے اس میں سے حساب کے مطابق لے لوں۔

دریاء کی پیداوار پر ٹیکس لگایا

(۶۴) حضرت عمرؓ نے دریا کی پیداوار عنبر وغیرہ پر ٹیکس لگایا اور یعلیؓ ابن امیہ کو محصل مقرر کیا۔

استعمل یعلی بن امیۃ علی البحر[3]

یعلی بن امیہ کو دریا پر عامل مقرر کیا۔

اور فرمایا :۔

فیھا وفیما اخرج اللہ من البحر الخمس[4]

عنبر اور جو اللہ نے دریا سے نکالا ہے سب میں خمس ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ کہتے ہیں :۔

"حالات و زمانہ کی رعایت سے دریائی پیداوار کے ٹیکس کی مقدار میں وسعت ہے"[5]

تشبیب ہجویہ اشعار اور مخلوط اجتماعات سے روکا

(۶۵) حضرت عمرؓ نے ہجویہ اشعار سے منع کیا اور بطور سزا حطیہ شاعر کو زبرقان کی ہجو پر تہ خانہ میں ڈال دیا۔[6]

(۶۶) حضرت عمرؓ نے عورتوں اور مردوں کے اجتماع پر پابندی لگائی اور اجتماع کی وجہ سے سزا دی چنانچہ :

ضرب عمر بن الخطاب رجالاً ونساء ازدحموا علی الحوض[7] ۔ حضرت عمرؓ نے ان مردوں اور عورتوں کو مارا جو حوض پر جمع ہو گئے تھے۔

---

[1] ازالۃ الخفا مقصد دوم سیاست فاروق اعظم ص۲۰۰ - [2] ایضاً۔ [3] ایضاً ص۶۹ - [4] ۔ [5] ایضاً۔
[6] ایضاً ص۳ - [7] ایضاً۔

عورت و مرد کے اختلاط کے نتائج دنیا کے سامنے ہیں ہم عفت و عصمت کا سودا کر کے کوئی مادی ترقی کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں خواہ اس کے نتائج کچھ ہی نکلیں۔ اگر حدود و قیود کی پابندی اور حسبِ حیثیت و صلاحیت کام کی سپردگی کا نام "بیوفائی" ہے تو ہم سو بار "بیوفا" بننے کے لیے تیار ہیں :

"جس کو ہو جان و دل عزیز میری گلی میں آئے کیوں"

(٦٧) حضرت عمرؓ نے عشقیہ اشعار اور تشبیب (ابتداء میں عورتوں کے ذکر) سے روک دیا اور اس پر کوڑوں کی سزا مقرر کی چنانچہ شعراء کو یہ حکم دیا :

| | |
|---|---|
| ان لا یتشبب احد بامرءۃ | کوئی شاعر کسی عورت کے ساتھ تشبیب نہ کرے |
| الا جلدتہ (اسد الغابہ تذکرہ حمید بن ثور) | ورنہ میں کوڑوں کی سزا دوں گا۔ |

(باقی آیندہ)

---

# انوار الباری

## جدید اردو شرح صحیح بخاری شریف

حدیث کی عظیم المرتبت کتاب "صحیح بخاری شریف" کی مکمل اردو شرح مع عربی متن کے مولانا سید احمد رضا صاحب نے اپنے اُستاذ حضرت العلامہ السید محمد انور شاہ الکشمیریؒ کے افادات کی روشنی میں ترتیب دے کر شائع کرنا شروع کی ہے، پوری کتاب اندازاً آٹھ ہزار صفحات سے زیادہ میں مکمل ہو سکے گی اور تقریباً ۴۰ اجزاء پر مشتمل ہوگی ابتداء میں دو جزء مقدمہ کے ہیں۔ جزو اوّل میں تاریخ تدوینِ حدیث حجیتِ حدیث امام اعظم اور تدوینِ قانونِ اسلامی پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ امامِ اعظمؒ اور ان کے شیوخ کے حالات و مناقب، امام صاحبؒ کے تقریباً ۴۰ شرکاءِ تدوینِ فقہ اور دوسرے اکابرِ حدیث و تلامذہ کے مستند حالات، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور امام بخاری کے شیخ حافظ ابو بکر بن ابی شیبہ کے مفصل مناقب و حالاتِ زندگی بیان کیے گئے ہیں، غرض سنہ ۲۵۱ھ تک کے دیگر محدثین کے حالات و مناقب اس جزو میں آگئے ہیں۔ دوسرے جزو میں امام بخاریؒ کے مستند حالات و مناقب کے علاوہ امام مسلمؒ اور دوسرے اصحاب صحاح و مشاہیر ائمہ محدثینِ احناف، مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ اور دیگر اکابرِ حدیث حضرت شاہ ولی اللہ وغیرہم کے خصوصی تذکرے اکابرِ دیوبند کی حدیثی خدمات اور ان کے حالات آگئے ہیں اس طرح تقریباً پانچ سو محدثینِ کبار کا تذکرہ اس جزو میں سموگیا۔ تیسرے جزو سے بخاری کی شرح شروع ہوتی ہے، جس میں تیرہ سو سال کے اکابر محدثین کی تحقیقات عالیہ کا نہایت قیمتی ذخیرہ ہے، بلاشبہ ایسی جامع کتاب عربی میں بھی موجود نہیں تھی، اب تک کتاب کے ۹ جزو شائع ہو چکے ہیں ۲۰×۳۰/۸ سائز، بڑی تقطیع کاغذ و طباعت معیاری اور عمدہ۔ ہدیہ : مقدمہ جزو اوّل -/4 مقدمہ جزو دوم 4/50 جلد اوّل (جزو ۳) -/4 جلد دوم (جزو ۴) 3/50 جلد سوم (جزو ۵) 3/50 جلد چہارم (جزو ۶) 3/50 جلد پنجم (جزو ۷) 3/50 جلد ششم (جزو ۸) -/4 جلد ہفتم (جزو ۹) (قیمت -/4)

ملنے کا پتہ :- مکتبہ برہان اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶